پاکستان میں رائج جنرل سیلز ٹیکس اور اسلامی تعلیمات ایک تجزیاتی مطالعہ

سعدیہ گلزار*

ABSTRACT:

Taxation Policy is very important for the economy of any country. Implications of trade liberalization in Pakistan have become the major reason of reduction in tariff and increase in General Sales Tax(GST). Donor organizations like International Monetary Fund (IMF)have one debt condition to increase GST, which is increasing the economic problems of common people and discrimination of wealth. Growth of GST has a conflict with the teachings of Islam. The existing system should be revised in the light of Quran and Sunnah. The objectives of this research paper are to analyze the major factors behind the increasing GST, impact of GST on public and to analyze GST in the light of Islamic teachings. This research paper will follow the descriptive and analytical methods. The primary value of this paper lies in portraying the main factors of increasing GST and its conflict with the teachings of Islam.

Keywords–Pakistan, Economy, General Sales Tax, People, Islam.

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ معاشی نظام کو عمدگی سے چلانے کے لیے اصول متعارف کرواتا ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ اسلام سے قبل روم اور ایران کے عوام بھاری محصولات کی ادائیگی سے تنگ آچکے تھے۔ عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں عراق، مصر، شام اور ایران کی فتح کے بعد جبر و استبداد پر مبنی محاصل کو ختم کر کے اسلامی اصولوں پر مبنی محاصل کی وصولی کے اصول متعارف کروائے گئے۔ جن کے عملی نفاذ کی وجہ سے عوام کو ظالمانہ ٹیکسوں سے چھٹکارا نصیب ہوا۔

عربی میں ٹیکس کے لئے مکس کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ماہرین لغت کے نزدیک ''مکس'' سے مراد ہے:

والمکس: دراھم کانت توخذ من بائع السّلع فی الاسواق فی الجاھلیۃ۔(۱)

یہ وہ درہم تھے جو جاہلیت کے زمانے میں بازاروں میں مال فروخت کرنے والوں سے وصول کیے جاتے تھے۔

* ڈاکٹر، لیکچرار ادارہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور برقی پتا: sadiagulzar_lcwu@yahoo.com

تاریخِ موصولہ: ۲۰۱۶/۳/۲۷ء

ٹیکس انگریزی زبان کا لفظ ہے اور یہ اس رقم کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کی وصولی ایک نظام کے تحت ہوتی ہے اور جن لوگوں پر ٹیکس عائد ہوجاتا ہے، اگر وقت مقررہ پر ادائیگی نہ کرسکیں تو ان کے خلاف باقاعدہ قانونی کاروائی کی جاتی ہے۔

HowardS.Mayne لکھتے ہیں کہ ملکی نظام کو چلانے کے لئے ٹیکس کی رقم مختلف صورتوں میں لوگوں سے وصول کی جاتی ہے۔

> Taxes are compulsory contributions levied to meet the needs of government. Although usually paid in money, sometimes they are paid in service or in kind.(۲)

The Encyclopedia Britannica کے نزدیک ٹیکس حکومت کی آمدن کا ذریعہ ہے جو کہ ریاست عوام پر لازمی طور پر لاگو کرتی ہے۔

> That part of the revenue of a state which is obtained by compulsory dues and charges upon its subjects.(۳)

Rolph R.Earl کے نزدیک ٹیکس ایک خاص ذریعہ آمدنی ہے جو حکومت لوگوں اور آرگنائزیشن سے اپنی آمدنی بڑھانے کے لئے قانون کی رُو سے وصول کرتی ہے۔

> Taxation is a general concept for devices used by Governments to extract money or other valuable things from people and organizations by the use of law.(۴)

محصول وہ لازمی مطالبہ ہے جو حکومت کی جانب سے رعیت پر عائد کیا جاتا ہے۔ محصولات حکومت کا نظم و نسق چلانے اور فلاح عامہ کے لئے وصول کیے جاتے ہیں۔ اس تعریف میں عام طور پر وہ ادائیگیاں شامل نہیں ہوتیں جو کہ حکومت فیس، جرمانے، عطیات اور زمین پر لگان وغیرہ سے وصول کرتی ہے۔

☆ ٹیکس عوام پر ایک لازمی ادائیگی ہے اور جس پر عائد کیا جائے اس کے لیے ادائیگی لازم ہوتی ہے۔

☆ ٹیکس لینے والا حکومت سے ٹیکس کی ادائیگی کے بدلے کسی خاص خدمت کا معاوضہ طلب نہیں کرسکتا۔

☆ ٹیکس ادا کرنے والے افراد بالواسطہ حکومت کے اخراجات سے فائدہ اٹھاتے ہیں مثلاً تعلیم، صحت، سڑکیں اور تفریحی مقام وغیرہ۔

☆ کسی بھی ریاست کی طرح پاکستان میں بھی نظام محصولات موجود ہے اور پاکستان کے دو اہم ٹیکس قابل ذکر ہیں:

بلاواسطہ (ڈائریکٹ) ٹیکس میں انکم ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس اور وِدہولڈنگ ٹیکس شامل ہیں۔

بالواسطہ (ان ڈائریکٹ) ٹیکس میں سیلز ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی، امپورٹ ڈیوٹی شامل ہیں۔

جنرل سیلز ٹیکس ایک (Consumption) ٹیکس ہے۔ اشیاء اور خدمات کی فراہمی پر حکومت کی طرف سے عائد کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں جنرل سیلز ٹیکس کا آغاز قیام پاکستان کے بعد سے ہوگیا تھا۔ سب سے پہلے جنرل سیلز ٹیکس پنجاب اور سندھ میں لاگو کیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں سیلز ٹیکس کو جنرل سیلز ٹیکس کے ایکٹ کے تحت فیڈرل سبجیکٹ کے تحت پاس کر دیا گیا۔ پاکستان میں کارخانوں میں تیار ہونے والی اشیاء کا بکری ٹیکس لائسنس یافتہ تھوک فروش ادا کرتا ہے۔ ان ٹیکسوں کا بار

اشیاء وخدمات کی قیمتوں میں شامل کرکے صارفین پر منتقل کیا جاتا ہے۔جنرل سیلز ٹیکس سے حاصل شدہ آمدن کو دفاع، داخلی امن وامان کی بحالی، معاشی ترقی کی رفتار تیز کرنے اور فلاح عامہ کے کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔

جنرل سیلز ٹیکس میں اضافہ کی اہم وجوہات

ا۔ آزاد عالمی تجارت کا اثر

نوے کی دہائی سے پہلے پاکستان میں ٹیکس کا ڈھانچہ محدود تھا۔آئی ایم ایف کے تعاون سے شروع کیے جانے والے اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ ملک میں ٹیکس کے نظام میں تبدیلیاں لائی جائیں۔ اصلاحات متعارف کروائی جائیں اور اس نظام میں وسعت لائی جائے تاکہ حکومتی وصولیوں میں اضافہ ہوسکے۔اس دور میں چار قسم کے اہم ٹیکس ٹیرف ،سیلز ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی اور انکم ٹیکس عائد کیے جاتے تھے۔عالمی تجارت کو آزاد بنانے کے لیے ٹیرف میں کمی کی گئی جبکہ اس کمی کو جنرل سیلز ٹیکس میں اضافہ کرکے پورا کیا گیا۔نوے کی دہائی سے لے کر عصر حاضر تک پاکستان میں جنرل سیلز ٹیکس میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ہر خاص وعام اشیاء پر ہر فرد ٹیکس ادا کررہا ہے جس کی شرح ہر سال بڑھتی جا رہی ہے۔مندرجہ ذیل گراف میں مالی سال ۱۹۹۱ء اور مالی سال ۲۰۱۵ء کے چار اہم ٹیکسوں کا موازنہ بیان کیا گیا ہے۔

۱۹۹۱ء اور ۲۰۱۴ء کے اہم ٹیکسوں کی شرح میں اضافہ اور کمی کا موازنہ

Fig.1 Comparison b/w the Tax Structure of FY 1990 & FY 2015

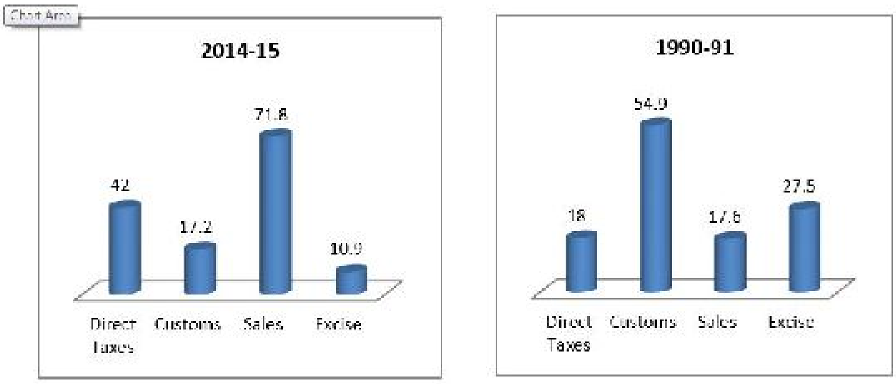

(Source: Pakistan Economic Survey, Various issues, Islamabad: Ministry of Finance)
(*Direct Taxes As % of Total Tax where Indirect Taxes As % of Indirect Tax)

مندرجہ بالا گراف کے مطابق مالی سال ۱۹۹۱ء میں سیلز ٹیکس کا حصّہ بالواسطہ ٹیکسوں سے حاصل ہونے والے محاصل کا ۶ء۱۷ فیصد اور مالی سال ۲۰۱۴ء میں ۲ء۳ ۷ فیصد رہا۔ مالی سال ۱۹۹۱ء میں کسٹم کا حصّہ بالواسطہ ٹیکسوں سے حاصل ہونے والے محاصل کا ۹ء۵۴ فیصد اور مالی سال ۲۰۱۴ء میں ۶ء۱۷ فیصد رہا۔سیلز ٹیکس کا بوجھ صارفین کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔اس سے مقررہ آمدنی والے طبقہ کے لئے مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔متوسط طبقہ کے افراد اور کم آمدنی والے افراد خاص طور پر ادارہ جاتی ملازمین پر دباؤ بڑھتا ہے کیونکہ ان سے لازمی طور پر ٹیکسوں کی وصولی کی جاتی ہے۔

۲۔ بیرونی قرضوں کی شرائط اور جنرل سیلز ٹیکس

قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی پاکستان نے بیرونی قرضوں پر انحصار کرنا شروع کر دیا تھا۔عصر حاضر میں پاکستان بیرونی قرضوں میں پھنس کر رہ گیا ہے۔مرکزی بینک کی سالانہ رپورٹ کے مطابق پاکستان کے مجموعی قرضے اور واجبات مالی سال ۲۰۱۴ء میں جی ڈی پی کے ۷ء۲۷ فیصد جب کہ مالی سال ۲۰۱۵ء میں جی ڈی پی کے ۵ء۲۷ فیصد رہے۔حکومتی بیرونی قرضے مالی سال ۲۰۱۴ء میں ۳ء۳۸۶۷،۴ بلین روپے (جی ڈی پی کا ۱ء۱۹ فیصد) اور مالی سال ۲۰۱۵ء میں ۰ء۴،۷۷ بلین روپے (جی ڈی پی کا ۴ء۱۷ فیصد) رہے۔عالمی مالیاتی ادارے کے قرضے مالی سال ۲۰۱۴ء میں ۴ء۲۹۸ بلین روپے (جی ڈی پی کا ۲ء۱ فیصد) اور مالی سال ۲۰۱۵ء میں ۶ء۱۷۴ بلین روپے (جی ڈی پی کا ۵ء۱ فیصد) رہے(۵)۔بیرونی قرضوں کے عوض عالمی اداروں کی شرائط کو ملکی معاشی صورتحال سے قطع نظر من وعن قبول کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے پاکستانی معیشت کو استحکام نصیب نہیں ہو رہا۔دوسری طرف ان قرضوں کی ادائیگی کے لیے عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے،سوئی گیس اور بجلی کے نرخوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔حال ہی میں پاکستان میں ایک منی بجٹ پاس کیا گیا ہے۔اس بجٹ کی وجہ یہ تھی کہ عالمی مالیاتی فنڈ سے نئے قرضوں کی منظوری کے لیے آئی ایم ایف نے یہ شرط لگائی کہ پاکستان کے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ ایک نیا اضافی ٹیکس متعارف کروائے۔چالیس ارب روپے کے نئے محصولات عائد کیے گئے جن میں روزمرہ ضرورت کی اشیاء بھی شامل ہیں مثلاً دہی،مکھن،سگریٹ،شہد،پھل،شیمپو،میک اپ،پرفیوم اور الیکٹرونکس وغیرہ۔(۶)

جنرل سیلز ٹیکس کے پاکستانی معاشرے پر اثرات

ا۔متوسط اور کم آمدنی والے طبقہ کی قوت خرید میں کمی

پاکستان میں دولت کی تقسیم غیر منصفانہ ہے۔ایک طبقہ عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہا ہے جب کہ غریب طبقہ دو وقت کی روٹی کے حصول پر بھی قادر نہیں ہے۔پاکستان میں یومیہ دو ڈالر کے حساب سے ۱۹ء۶۰ فیصد آبادی غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے(۷)۔غریب طبقہ پر جنرل سیلز ٹیکس کا بوجھ مشکلات میں اضافہ کر رہا ہے۔صنعت کار صنعتوں پر عائد ٹیکس اشیاء کی قیمتوں میں شامل کر کے صارفین کی طرف منتقل کر دیتے ہیں۔نور محمد غفاری لکھتے ہیں کہ کارخانہ دار ٹیکس کا بوجھ صارفین پر منتقل کر کے خود چین کی بانسری بجاتے ہیں(۸)۔جنرل سیلز ٹیکس کی وجہ سے صارفین کو اشیاء مہنگے داموں دستیاب ہوتی ہیں۔جس کی ایک مثال فرنس آئل پر جنرل سیلز ٹیکس میں اضافہ ہے اخبار کی رپورٹ کے مطابق حکومت نے فرنس آئل پر جنرل سیلز ٹیکس کی شرح ۱۷ فیصد سے بڑھا کر ۲۰ فیصد کر دی ہے جس کے باعث ملک بھر کے بجلی صارفین پر ۵ ارب روپے ماہانہ بوجھ پڑے گا۔نوٹیفکیشن کے مطابق وزارت خزانہ کی ہدایت پر فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) نے فرنس آئل پر جی ایس ٹی ۳ فیصد بڑھا دیا ہے۔نوٹیفکیشن کے مطابق یکم اکتوبر سے فرنس آئل کی درآمد اور فروخت پر جی ایس ٹی کی شرح ۲۰ فیصد لاگو ہو گی۔عالمی مارکیٹ میں فرنس آئل کی قیمت میں مسلسل کمی سے ایف بی آر کو ریونیو شارٹ فال

کا سامنا تھا، یہی وجہ ہے کہ وزیرخزانہ نے وزیراعظم سے مشاورت کے بعد جی ایس ٹی کی شرح میں اضافے کی ہدایت جاری کی۔واضح رہے کہ عالمی مارکیٹ میں فرنس آئل سستا ہونے کے باعث بجلی صارفین کو گذشتہ چند ماہ سے ماہانہ فیول ایڈجسٹمنٹ کی مَد میں ریلیف مل رہا تھا، تاہم فرنس آئل پر جی ایس ٹی میں اضافے سے بجلی صارفین پر بوجھ بڑھے گا۔حکومت فرنس آئل کے علاوہ ہائی اسپیڈ ڈیزل پر ۵۰ فیصد، پٹرول پر ۲۶ فیصد، ہائی آکٹین پر ۲۴ فیصد، مٹی کے تیل پر ۳۰ فیصد اور لائٹ ڈیزل پر ۲۹ء۵ فیصد جی ایس ٹی وصول کر رہی ہے جبکہ پارلیمنٹ سے منظورشدہ بجٹ دستاویز میں جی ایس ٹی کی شرح ۱۷ فیصد ہے(۹)۔ جنرل سیلز ٹیکس کے اضافہ سے صارفین کو ضروریات زندگی بھی مہنگے داموں دستیاب ہو رہی ہیں۔ان کی قوت خرید میں بھی کمی ہو رہی ہے۔

۲۔دولت کی غیر منصفانہ تقسیم

جنرل سیلز ٹیکس میں اضافے کی وجہ ہمارے حکمران طبقہ کی عیش وعشرت پر مبنی زندگی ہے۔سرکاری خرچ پر دفاتر کو عیاشانہ طور پر سجایا جاتا ہے۔معمولی باتوں پر پر تکلف دعوتیں کی جاتی ہیں۔جس قدر عہدہ بڑا ہوتا ہے اسی قدر عیاشیانہ سہولتیں دی جاتی ہیں۔پاکستان میں بیشتر محکمے،عہدے اور ادارے غیر ضروری ہیں۔ضرورت کے تناسب سے قوم کی کئی گنا قوت، وقت اور روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔محکمے منظورشدہ اخراجات سے زیادہ خرچ کر رہے ہیں اور اس روپے کی زیادتی کو پورا کرنے کے لیے عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ابن خلدون کے نزدیک سلاطین عوام پر سنگین جرمانے مقرر کر دیتے ہیں تاکہ جو رقم ان کے پاس ہے اسے اینٹھ لیں اور حکام افراد سے چھینی ہوئی رقم کو اپنے ذاتی مصارف میں لے آتے ہیں(۱۰)۔دولت کی منصفانہ تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔جس سے معاشرے میں طبقاتی کشمکش میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جنرل سیلز ٹیکس کا جائزہ

ا۔زکوۃ کے علاوہ محصول عائد کرنے کی گنجائش

اسلامی ریاست میں غرباء کی کفالت کے لیے ضروری ہے کہ زکوۃ وعشر کو وصول کیا جائے۔زکوۃ کی وصولی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ۔(۱۱)

”یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوۃ دیں گے“۔

اگر زکوۃ وعشر کی رقومات سے بھی غربت میں کمی نہیں آتی تو حکومت امراء پر ٹیکس عائد کر کے غرباء کی اعانت پر خرچ کر سکتی ہے۔نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زکوۃ کے علاوہ بھی ٹیکس کی گنجائش رکھی جیسا کہ ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے واضح ہوتا ہے:

ان فی المال حقاً سوی الزکاۃ۔(۱۲)

یقیناً مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی مستحقین کا حق (غیر متعین وغیر مستقل) ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں حکومتیں مزید ٹیکس عائد کرسکتی ہیں لیکن ٹیکس عائد کرنے کے مقاصد واضح ہونے چاہیں۔

سرکاری خزانہ کے مندرجہ بالا ذرائع اگر ریاست کی تمام ضروریات پوری نہ کرسکیں یا ہنگامی حالات رونما ہوں مثلاً جنگ، قحط سالی، بے روزگاری وغیرہ تو اسلامی ریاست اہل ثروت پر ضرائب (ہنگامی ٹیکس) عائد کرسکتی ہے۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے دولت مندوں کے مال میں اس قدر حق فرض کردیا ہے جس قدر کہ ان کے فقراء کو کفایت کرسکے پس اگر فقرا بھوکے، ننگے اور خستہ حال ہیں تو اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ اغنیاء اس فرض کی ادائیگی میں مانع ہیں(۱۳)۔ابن حزمؒ نے فقراء کی اعانت پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اگر بیت المال کا خزانہ اور مال فئے فقراء اور اہل ضرورت کی معاشی ضروریات کو پورا نہ کرسکیں تو خلیفہ اہل ثروت پر مزید ٹیکس عائد کرکے ان کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے اور اگر اہل دولت اس میں مانع ہوں تو جبراً ان سے وصول کرسکتا ہے۔(۱۴)

دیگر ٹیکس کی آمدن کے حوالے سے خورشید احمد کا موقف ہے کہ حکومت زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ بھی مزید مال بطور ٹیکس عوام سے لے سکتی ہے اور اس کو استحکام ریاست، فلاح عامہ اور قیام انصاف کے لیے خرچ کیا جاسکتا ہے۔(۱۵)

ضرورت کے تحت حکومت ٹیکس عائد کرسکتی ہے لیکن عوام کے اعتماد کے لیے ٹیکس کی شرح اور ٹیکس عائد کرنے کے مقاصد اور اخراجات واضح ہونے چاہیں۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم اور خلفاء راشدین نے اگر ضرورت کے تحت ٹیکس عائد کیے تو افراد نے اس پر لبیک کہتے ہوئے سرکاری خزانے میں ٹیکس کی ادائیگی کی کیونکہ ٹیکس ادا کرنے والے کو اس بات پر اعتماد تھا کہ اُن کی ادا کی جانے والی رقم جائز مقاصد کے لیے استعمال میں لائی جائے گی۔اسی طرح سے حکومت دیگر جائز ٹیکسوں کے لیے افراد معاشرہ کو بھی ترغیبات کے ذریعے مائل کرسکتی ہے۔

اگر ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کو دفاع، تحفظ اور دیگر سہولیات فراہم کرے تو اس کے لیے ٹیکس دہندگان کو یقین دہانی کرائی جانی ضروری ہے کہ ان کی ادا کی جانے والی رقومات کو اسلامی بنیادوں پر قائم مملکت اسلامیہ کی حفاظت، بقاء اور ارتقاء کے لیے خرچ کیا جائے گا جس سے عوام کو فائدہ حاصل ہوگا۔ نیز عوام کی اخلاقی ترغیب بھی ضروری ہے تاکہ وہ ٹیکسوں کو خوشی سے لازمی بنیادوں پر ادا کریں۔

۲۔محصول عائد کرنے کے اخلاقی اصول

اسلام کے نظام محاصل کا اہم اصول عدل ہے۔اس اصول کے تحت زکوٰۃِ مال بقدر نصاب پر عائد ہوتی ہے اور نصاب سے کم مال پر زکوۃ لازم نہیں ہے۔اس بارے میں یوسف القرضاوی لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے خواہ اس کا رنگ، نسب، قومیت اور جنس کچھ ہو اور خواہ وہ حاکم ہو یا محکوم ثانیاً اسلام نے عدل کے تقاضے کو پورا کرتے

ہوئے مال کی قلیل مقدار کو زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر دیا اور اس مال پر زکوٰۃ فرض کی جو بقدر نصاب ہو۔ ثالثاً ایک سال میں ایک ہی مال میں دو بار صدقہ وصول کرنے کی ممانعت کی (۱۶)۔ اگرچہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کو لازمی بنیادوں پر وصول کیا تاہم زکوۃ کی وصولی میں اصول عدل اور سہولت کو مدنظر رکھا۔ اسلام کے نظام عشر میں بھی اصول عدل کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تصریح کے مطابق جس زمین کی آبپاشی بارش، چشموں یا ندیوں سے ہو اس کی پیداوار کا دسواں حصہ لیا جائے گا اور جس کو پانی کھینچ کر یعنی کھود کر آبپاشی کی گئی ہو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے گا (۱۷)۔ محاصل کی وصولی میں ظلم وزیادتی اور استطاعت سے زیادہ بوجھ ڈالنے کی سختی سے ممانعت ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید میں ایک بنیادی اصول قلت تکلیف (کم سے کم بار ڈالا جائے) دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً إِلَّا وُسْعَھَا۔ (۱۸)

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ کسی امر کا مکلّف نہیں ٹھہراتا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ مقاسمہ (تقسیم) پیداوار کے لیے خیبر جاتے تھے اور ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے۔ جب اہل خیبر اُن سے شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا تو وہ کہتے تم اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لو، دونوں میں سے جو مقدار چاہو ہمیں دو اس پر یہودی کہتے اس عدل پر آسمان وزمین برقرار ہیں۔ (۱۹)

اسلام کے محصول وصول کرنے کا ایک اور اہم اصول عفو ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَیَسْأَلُونَکَ مَاذَا یُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ۔ (۲۰)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ تو آپ کہہ دیجیے کہ ضرورت سے زائد چیز۔

۳۔ جنرل سیلز ٹیکس کی بڑھتی ہوئی شرح کا اسلامی تعلیمات کے ساتھ تضاد

اسلام میں محاصل عائد کرنے کا ایک اہم مقصد غرباء کی اعانت اور گردش دولت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کَیْ لَا یَکُونَ دُولَۃً بَیْنَ الْأَغْنِیَاءِ مِنکُمْ۔ (۲۱)

''تاکہ وہ تمھارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے''۔

معیشت میں گردش دولت کا دائرہ جس قدر وسیع ہوگا اس قدر معیشت میں غرباء کی ضروریات پوری ہوں گی، ان کا معیار زندگی بہتر ہوگا، خودکشیوں کی شرح میں کمی آئے گی، بے روزگاری کی شرح کم ہوگی اور معاشرہ میں افراد باوقار زندگی بسر کرسکیں گے۔

جنرل سیلز ٹیکس کی شرح میں بڑھتا ہوا اضافہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعارف کردہ نظام ٹیکس کے اصول عدل اور عفو کے منافی ہے۔ قران مجید میں کہیں بھی غرباء سے مال کی وصولی کا حکم نہیں آتا بلکہ امراء سے ہی وصول کرنے کا حکم آتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً۔ (۲۲)

اور اُن کے مال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) لے لیجیے۔

اسلامی تعلیمات کی رُو سے ٹیکس امراء سے وصول کر کے غرباء کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے چاہیں۔زکوۃ کو امراء کا فرض اور غرباء کا حق قرار دیا گیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

وَفِیْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوم۔(۲۳)

اور اُن کے مال میں مانگنے والوں کا اور محروموں کا حق تھا۔

وَالَّذِیْنَ فِیْ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوم۔(۲۴)

اور جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے مانگنے والوں کا بھی اور محروموں کا بھی۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاء وَالْمَسَاكِيْنِ۔(۲۵)

صدقات (زکوۃ وخیرات) صرف فقیروں اور مساکین کے لیے ہیں۔

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو زکوۃ کی وصولی کی ہدایت فرمائی:

أنّ اللّٰہ افترض علیهم صدقةً في اموالهم تؤخذ من أغنیآئهم و تردّ علی فقرآئهم۔(۲۶)

اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں پر زکوۃ عائد کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے ضرورت مندوں کو دی جائے گی۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا ایک مقصد فقراء اور مساکین کی اعانت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو روزوں کو لغو اور بیہودہ سے پاک کرنے والا اور مساکین کے لیے کھانے کا باعث بتایا ہے(۲۷)۔صدقہ فطر کے معاشرتی پہلو پر یوسف القرضاوی روشنی ڈالتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ معاشرتی لحاظ سے صدقہ فطر کے ذریعے محبتوں کی فراوانی اور مسرتوں کی ارزانی کو معاشرے کے تمام افراد بالخصوص مساکین اور ضرورت مندوں تک پہنچایا جائے کیونکہ عید کا دن عام خوشی اور مسرت کا دن ہوتا ہے اور اسی خوشی کو غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ شریک ہو کر منائیں۔اس لیے حکمت شارع اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس روز خوش حال افراد پر ایسی ذمہ داری عائد کر دی جائے جو معاشرے میں غریبوں کو خوشی کے موقع پر فراموش نہیں ہونے دیتی اور اس کی کم شرح کی وجہ سے لوگوں کو دینا بھی آسان ہوتا ہے۔(۲۸)

اسلام میں جزیہ کی وصولی صرف صاحب استطاعت سے کی جاتی ہے۔اپاہج، مفلس اور غرباء وغیرہ اس سے مستثنٰی ہیں۔عہد صدیقی اور عہد فاروقیؓ میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ کیئے گئے معاہدوں میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ کوئی ذمی اگر بوڑھا، اپاہج یا مفلس ہو جائے گا تو نہ صرف جزیہ کی ادائیگی سے بری کر دیا جائے گا بلکہ بیت المال اس کی کفالت کرے گا۔ ابو عبید القاسمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک بوڑھے کے پاس سے گزرے جو بھیک مانگ رہا تھا، آپ نے اس کی

تنگدستی کے پیش نظر بیت المال سے اس کا وظیفہ جاری کر دیا(۲۹)۔حضرت جبیر بن نفیر فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کے پاس کثیر مال آیا تو انھوں نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے لوگوں پر بے جا بوجھ ڈال کر انہیں تباہ کر دیا ہوگا۔عاملین نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نے سہولت اور خوش دلی کے ساتھ یہ کچھ ان سے وصول کیا ہے۔حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ بغیر کوڑے لگائے اور بغیر لٹکائے (یعنی سختی کرنے سے اجتناب کیا)۔انہوں نے کہا جی ہاں،اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: الحمداللہ جس نے مجھے اور میرے دور حکومت کو رعایا پر مظالم و تشدد سے محفوظ رکھا(۳۰)۔اصول عدل کا یہ بھی تقاضا ہے کہ غیر ضروری ٹیکس ختم کر دیا جائے۔حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے ہر مقام کی چنگی کو اور ہر غیر مسلم کا جزیہ منسوخ کر دیا(۳۱)۔زکوۃ وعشر کے بعد اگر عصر حاضر میں حکومتیں ریاستی ضروریات پوری کرنے کے لیے ٹیکس عائد کریں تو عدل کے اصول کے مطابق غرباء پر بوجھ ڈالے بغیر بڑے سرمایہ داروں کو ٹیکس نیٹ ورک میں لایا جائے اور ان سے اموال جمع کر کے ریاست کے امور پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔نیز عوام پر عائد غیر ضروری ٹیکسوں کی بھرمار ختم کرنی چاہیے تاکہ غریب عوام کو سہولت مل سکے۔

اقتصادی ماہرین کے نزدیک اگر بدعنوان افراد سے اثاثے واپس لیے جائیں تو حکومت کو مزید نئے ٹیکس لگانے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی اور سیلز ٹیکس کی شرح میں بھی کمی ممکن ہے۔اس سے غریب اور متوسط طبقے کو سہولت و آسانی نصیب ہو سکتی ہے۔پاکستان میں نظام ٹیکس میں ایک بڑی خرابی ٹیکس چوری اور رشوت کے ذریعے ٹیکس معافی بھی ہے۔پاکستان میں سرمایہ کار اور سرمایہ دار طبقات مختلف طریقوں سے ٹیکس سے بچتے ہیں۔پاکستان میں صرف ۳۰ لاکھ افراد انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں اور سیلز ٹیکس میں صرف ایک لاکھ افراد رجسٹرڈ ہیں(۳۲)۔اراکین اسمبلی اپنے تعلقات اور رشوت کے بل بوتے پر ٹیکس چوری اور ٹیکس معافی کے راستے ڈھونڈنے میں کامیاب رہتے ہیں۔روزنامہ جنگ کی خبر کے مطابق وزیراعظم نواز شریف نے ۲۶ لاکھ روپے، عمران خان نے ۲ لاکھ روپے اور اعتزاز احسن نے سوا کروڑ روپے ٹیکس ادا کیا جب کہ ایف بی آر کی جاری ٹیکس ڈائریکٹری کے مطابق ۹۳ پارلیمنٹرینز نے کوئی ٹیکس ادا نہیں کیا جن میں ۱۶ سینیٹرز، ۱۸ اراکین قومی اسمبلی، بلوچستان کے دو اراکین اسمبلی، ۳۳ ارکان اسمبلی خیبر پختونخواہ، ۷ ارکان سندھ اسمبلی اور ۱۷ ارکان پنجاب اسمبلی شامل ہیں۔(۳۳)

حکومت کو چاہیے افراد کو ترغیبات کے ذریعے ٹیکس کی ادائیگی کے لیے مائل کرے۔جریر بن عبداللہؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس زکوۃ لینے والا شخص آئے تو اسے تمہارے ہاں سے راضی ہو کر لوٹنا چاہیے(۳۴)۔زکوۃ کی عدم ادائیگی کرنے والوں کے بارے میں قرآن وحدیث میں وعید آئی ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ کوئی سونا اور چاندی رکھنے والا نہیں کہ اس سے ان کا حق ادا نہ کرے مگر جس وقت قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، انہیں جہنم میں گرم کیا جائے گا پھر ان سے اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ داغی جائے گی۔جب ٹھنڈی ہوں گی تو دوبارہ یہی عمل ہوگا۔ایک ایسے دن میں جس کی مدت پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی حتی کہ بندوں

کے حقوق ادا کر دیئے جائیں گے پھر وہ اپنی راہ دیکھے گا، جنت یا جہنم کی طرف (۳۵)۔اگر افراد ترغیبات کے ذریعے بھی مائل نہ ہوں تو حکومت لازمی طور پر ٹیکس وصول کر سکتی ہے جیسا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عاملین کو زکوۃ کی وصولی کے لیے روانہ فرماتے حدیث نبوی میں بیان کردہ ایک واقعہ سے بھی اس بات کی وضاحت ہوتی ہے۔ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وادی میں بکریاں چرا رہا تھا دو ناقہ سوار میرے پاس آ کر رکے۔اونٹ بٹھا کر اُترے اور مجھے کہنے لگے: ہم نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قاصد ہیں۔تمھارے ریوڑ کی زکوۃ وصول کرنے آئے ہیں۔میں نے خوشی خوشی بچہ والی شیر دار بکری ان کے حوالے کرنی چاہی مگر اُنھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا ہمیں اس کے لینے کا حکم نہیں۔میں نے ایک دوسرا بچہ دیا انہوں نے اُونٹ پر لادا اور روانہ ہو گئے (۳۶)۔نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت پر چلتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے زکوۃ نہ ادا کرنے والوں کے خلاف اعلان جہاد فرمایا۔

> واللّٰہ لأقاتلن من فرّق بين الصّلاة والزكاة، فان الزّكاة حق المال، واللّٰہ! لو منعوني عناقا كانوا يؤدّونها الى رسول اللّٰہ صلّى الله عليه وسلّم لقاتلتهم على منعها.
>
> قال عمرؓ: فواللّٰہ! ماهو الا أن شرح اللّٰہ صدر أبى بكرؓ، فعرفت انه الحق۔(۳۷)
>
> خدا کی قسم میں اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا۔کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ مجھ سے وہ رسی روکے رکھیں گے جو رسول اللہ صلّی للہ علیہ وسلّم کے دور میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے اُس کے روکنے کی وجہ سے جہاد کروں گا۔حضرت عمرؓ نے فرمایا، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکرؓ کا سینہ کھول دیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی سچ ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ صاحب حیثیت افراد سے ٹیکس لازمی بنیادوں پر وصول کیے جائیں اور جو افراد ٹیکس ادا نہیں کرتے اُن کو تعزیری سزائیں دی جانی چاہئیں۔

۴۔جنرل سیلز ٹیکس سے جمع شدہ رقومات کا استعمال

جنرل سیلز ٹیکس سے حاصل شدہ رقومات کو خرچ کرنے میں اولین ترجیح فلاح عامہ ہونی چاہے۔غربت اور بے روزگاری کے خاتمے کے لیے ان رقومات کا استعمال میں لانا ضروری ہے نہ کہ ان کو سڑکوں کا جال بچھانے پر خرچ کر دیا جائے اور غریب عوام بنیادی ضروریات کو ہی ترستی رہ جائے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی کا موقف ہے کہ شریعت کی رُو سے ریاست کے وسائل کو کہیں اور خرچ کرنا جائز نہیں ہے، حرام ہے، جب تک ملک کے کچھ افراد اپنی بنیادی اور شدید ضروریات سے بھی محروم ہوں (۳۸)۔پاکستان میں غربت کی وجہ سے خودکشیوں کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ڈان نیوز کی خبر کے مطابق ایک عورت نے غربت سے تنگ آ کر اپنے تین بچوں کے ساتھ تیز رفتار ٹرین کے سامنے آ کر خودکشی کر لی۔اسی طرح لیہ کے ایک گاؤں میں ماں نے بھوک وافلاس کی وجہ سے اپنی دو بیٹیوں کو زہر کھلا کر مار ڈالا بعد

میں خود بھی خودکشی کی کوشش کی مگر اس مقصد میں ناکام رہی (۳۹)۔اسی طرح کا ایک واقعہ لاہور میں بھی رونما ہوا۔ایک ماں نے اپنے دو بچوں کو غربت کی وجہ سے مار ڈالا (۴۰)۔خودکشی کے یہ واقعات حکومت وقت کی عوام کی ضروریات سے غفلت کی نشاندہی کرتے ہیں۔اسلامی ریاست میں حکمران کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ عوام کی ضروریات کی تکمیل کے لیے خود کو وقف کر دے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی رعیت کے بارے میں فکرمند رہتے اور اپنی ذمہ داری کے بارے میں فرماتے ہیں: ’’اگر کوئی اونٹ ساحل فرات پر ضائع ہو کے مر جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ اس معاملے کی بھی بازپرس کرے گا (۴۱)۔حضرت عمرؓ اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر دیکھ لیتے اور فرماتے کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ مجھ سے تمھاری تکلیف کے بارے میں پوچھا جائے گا۔‘‘ (۴۲)

اسلامی تعلیمات کی رُو سے عوام سے حاصل شدہ جنرل سیلز ٹیکس کی رقومات کو حکومت عیاشانہ طرز زندگی پر خرچ نہیں کر سکتی۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو خیانت سے بھی بچنے کا حکم دیا جیسا کہ فرمان نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت ہوتا ہے۔

> مجھے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یمن کی جانب متعین فرمایا: جب میں روانہ ہوا تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے واپس بلایا اور فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے کہ میں نے تمہاری طرف آدمی کیوں بھیجا؟ کہ میری اجازت کے بغیر تم جو کچھ بھی لو گے وہ خیانت ہے اور ہر خائن اپنی خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن آئے گا۔بس میں نے تمھیں یہی بتلانا تھا، اب اپنے کام پر جا کر لگ جاؤ۔ (۴۳)
>
> جو شخص رعیت کے مال میں سے خیانت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو حرام کر دیتا ہے۔
>
> کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایک رعیت دے دے، پھر وہ مرے اور اس حال میں کہ وہ (حکمران) اپنی رعیت کے حقوق میں خیانت کرتا ہو مگر اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔ (۴۴)
>
> تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کا نگران ہے اور اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا، اور امام (حکمران) اپنی رعیت کا نگران ہے اور اس سے اُس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (۴۵)

سرکاری خزانہ عوام کی امانت ہوتا ہے۔اسلامی ریاست میں اس کو ذاتی مصرف میں لانے کی سختی سے ممانعت ہے۔سربراہ مملکت سرکاری خزانہ سے ضروریات زندگی کے تحت مالی وسائل لے سکتا ہے، لیکن اسراف کی قطعی اجازت نہیں ہے۔خلفاء راشدین بیت المال پر عوام کا حق سمجھتے ہوئے صرف ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے استعمال میں لاتے تھے۔اگر بیت المال میں سے کسی چیز کو لینے کی ضرورت ہوتی تو عوام کو اعتماد میں لے کر استعمال میں لاتے تھے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ بنے تو ایک روز صبح کو وہ بازار کی طرف جا رہے تھے، ان کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی وہ تجارت کرتے تھے تو اصحاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو کاروباری سرگرمیوں سے روکا اور اتنا حصّہ مقرر کیا جو ان کے اہل

وعیال کی ضروریات کے لیے کافی تھا۔لوگوں نے کہا جب ان کی دونوں چادریں پرانی ہو جائیں تو انہیں رکھ دیں اور ویسی ہی دو اور لے لیں۔سفر کریں تو اپنی سواری اور اپنے اہل کا وہ خرچ جو خلیفہ ہونے سے پہلے کرتے تھے۔حضرت ابو بکرؓ نے اس پر رضا مندی کا اظہار کیا(۴۶)۔حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المال سے سال میں دو جوڑے مقرر کیے۔ایک جوڑا سردی کا اور ایک جوڑا گرمی کا۔اہل وعیال کی خوراک قریش کے متوسط آدمی کی ضروریات کے مطابق مقرر فرمائی (۴۷)۔خلفاء راشدین کے طرز عمل پر چلتے ہوئے حکومت کو چاہیے کہ ٹیکسوں کی آمدن کو عیاشانہ طرز زندگی پر صرف کرنے کے بجائے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کرے تاکہ معاشرے سے غربت کم ہو سکے اور عوام کا معیار زندگی بہتر ہو سکے۔

پاکستان کے نظام ٹیکس پر آئی ایم ایف کے اثرات نمایاں ہیں جس کی وجہ سے سیلز ٹیکس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جو کہ اشیاء ضروریات پر بھی عائد کیا جاتا ہے۔اسی طرح پاکستان میں ٹیکس چوری اور ٹیکس معافی بھی عام ہے۔پاکستان میں زکوۃ و عشر کی رقومات سے بھی غربت میں کمی نہیں آتی تو حکومت امراء پر ٹیکس عائد کر کے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کر سکتی ہے۔لیکن ٹیکس کے مقاصد واضح ہونے چاہیں تاکہ عوام حکومت پر اعتماد کرتے ہوئے اپنا فرض سمجھتے ہوئے ٹیکس جمع کروائے۔ٹیکس عائد کرنے کا بنیادی مقصد فلاح عامہ ہے۔اگر اس مقصد کو پیش نظر رکھا جائے تو حکومت اشیاء ضرورت پر ٹیکس عائد نہیں کر سکتی بلکہ امراء پر ٹیکس عائد کر کے ان کو عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جانا ضروری ہے۔اسی طرح حکمران عوام سے حاصل کردہ آمدن کو ذاتی مصرف میں نہیں لا سکتے بلکہ عوام کا پیسہ عوام پر ہی خرچ کیا جانا ضروری ہے تاکہ عوام خوشحالی سے ہمکنار ہو سکیں۔

تجاویز

☆ زکوۃ کی وصولی کو لازمی بنایا جائے۔زکوۃ و عشر کی ادائیگی سے معاشرے میں غربت اور تقسیم دولت کی ناہمواریاں ختم ہو سکتی ہیں۔

☆ غرباء سے جنرل سیلز ٹیکس لازمی بنیادوں پر وصول کیا جا رہا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو سیلز ٹیکس میں ریلیف دیا جائے تاکہ اُن کی قوت خرید بہتر ہو سکے۔اور اسی طرح کے لازمی ٹیکس امراء سے وصول کیے جائیں۔

☆ روزمرہ ضروریات کی اشیاء پر سے سیلز ٹیکس کو مکمل طور پر ختم کیا جائے تاکہ کم آمدنی والے اور متوسط طبقہ کی ضروریات زندگی تک رسائی آسان ہو سکے۔

☆ اشیاء تعیّشات پر جنرل سیلز ٹیکس کی شرح میں اضافہ کیا جائے۔

☆ جو لوگ ٹیکس چوری کرنے اور کرپشن میں ملوث ہیں اگر ان کی دولت اور اثاثوں کو قومی تحویل میں لیا جائے تو جنرل سیلز ٹیکس کی شرح میں اضافہ کے بجائے کمی ممکن ہے۔

☆ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی وسائل سے مالا مال کیا ہے۔اگر ان کو دریافت کیا جائے تو ان وسائل کو استعمال میں لانے سے پاکستان کو آمدن حاصل ہو سکتی ہے جس سے پاکستان قرضوں کا بوجھ بھی ہلکا کر سکتا ہے نیز عوام پر مزید ٹیکس عائد کرنے کی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔

☆ عصر حاضر میں چین پاکستان کی جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر معاشی شعبوں میں سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ اگر پاکستان اس سرمایہ کاری سے صحیح معنوں میں فائدہ اُٹھائے اور چھیالیس بلین ڈالر کو کرپشن کی نذر کرنے کے بجائے معاشی ترقی کے لیے استعمال میں لایا جائے تو پاکستان میں معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو سکتی ہے۔ جس سے دیگر شعبوں سے مالی وصولیوں میں اضافہ کر کے سیلز ٹیکس کا بوجھ عوام پر کم کیا جا سکتا ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) ابن منظور، محمد بن مکرم، ابوالفضل، جمال الدین، افریقی۔(۱۹۵۲ء)۔لسان العرب۔ج۶۔بیروت: دارالفکر۔ص۲۲۰

(۲) The Encyclopedia Americana. (1949). 'Taxation'. vol:30. New York: Americana Corporation. p. 288

(۳) The Encyclopedia Britannica. (1911). 'Taxation'. vol:26. Cambridge: Cambridge University Press. p.458

(۴) International Encyclopedia of the Social Science. (1968). (Editor: Sills, David L.,), vol:15. USA: The MacMillan Company. p.521

(۵) Annual Report 2014-15. State Bank of Pakistan. Karachi. p. 70

(۶) روزنامہ ڈان نیوز، یکم نومبر ۲۰۱۵ء (۷) ایضاً ۳ جون ۲۰۱۴ء

(۸) القرضاوی، یوسف، علامہ، اسلام کا قانون محاصل۔لاہور: دیال سنگھ لائبریری۔ص۱۵۷

(۹) روزنامہ پاکستان لاہور، یکم اکتوبر ۲۰۱۵ء

(۱۰) ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد، ابوزید، مقدمہ ابن خلدون، ج۱، بیروت (لبنان): دارالکتاب اللبنانی ص۱۶۹

(۱۱) الحج ۲۲:۴۱

(۱۲) الترمذی، محمد بن عیسی بن سورۃ، ابوعیسی، السنن، اُبواب الزکاۃ، باب ماجاء ان فی المال حقاسوی الزکاۃ،۶۶۰

(۱۳) ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، ابومحمد۔(۱۳۵۰)۔المحلی، ج۶، ط۱، مصر: ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، ص۱۵۸

(۱۴) ایضاً، ج:۶، ص:۱۵۶

(۱۵) خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات۔(۱۹۸۲ء)۔ط۔ہشتم، کراچی: کراچی یونیورسٹی۔ص۴۶۲

(۱۶) فقہ الزکاۃ۔(۱۹۹۱ء)۔ج:۲۔(ط۔الخامسۃ)۔بیروت: موسسۃ الرسلۃ۔ص۱۰۳۹۔۱۰۴۰

(۱۷) البخاری، محمد بن اسماعیل۔اُبوعبداللہ۔(۱۴۸۳)۔الجامع الصحیح۔کتاب الزکاۃ، باب العشر فیما یسقی من ماء السّماء والماء الجاری

(۱۸) البقرۃ ۲:۲۸۶

(۱۹) الطّبری، محمد بن جریر۔ابوجعفر۔(۲۰۰۳ء)۔تاریخ الامم والملوک۔ج:۲۔(ط الثانیۃ)۔بیروت (لبنان): دارالکتب العلمیۃ۔ص۱۴۰

(۲۰) البقرۃ ۲:۲۱۹ (۲۱) الحشر ۵۹:۷ (۲۲) التوبۃ ۹:۱۰۳

(۲۳) الذریت ۵۱:۱۹ (۲۴) المعارج ۷۰:۲۴۔۲۵ (۲۵) التوبۃ ۹:۶۰

(۲۶) البخاری، محمد بن اسماعیل۔اُبوعبداللہ۔(۱۳۹۵)۔الجامع الصحیح۔کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ

(۲۷) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق۔(۱۶۰۹) السجستانی، السنن، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر

(۲۸) یوسف القرضاوی، حوالہ بالا، ج:۲، ص۹۲۲

(۲۹) ابوعبید القاسم بن سلام ۔(۱۹۸۱ء)۔کتاب الاموال ۔قاہرہ (مصر): دار الفکر ۔ص ۴۴

(۳۰) ایضاً۔ص ۴۶

(۳۱) ابن سعد،محمد بن سعد الزہری۔(۱۹۵۷ء)۔الطبقات الکبری۔ج:۵۔بیروت (لبنان): دار بیروت۔ص ۳۴۵

(۳۲) بجٹ تقریر ۲۰۱۲۔۲۰۱۳ء (۳۳) روزنامہ جنگ لاہور، ۱۱ اپریل ۲۰۱۵ء

(۳۴) مسلم بن الحجاج، ابوالحسین۔(س۔ن)۔الجامع الصحیح۔کتاب الزکاۃ۔باب ارضاء السعادۃ۔۲۲۹۸

(۳۵) ایضاً۔باب اثم مانع الزکاۃ۔۲۲۹۰

(۳۶) النسائی، احمد بن شعیب بن علی بن سنان۔ابوعبد الرحمٰن۔(س۔ن)۔السنن۔کتاب الزکاۃ۔باب اعطاء السید المال بغیر اختیار المصدوق۔۲۴۶۴

(۳۷) البخاری، محمد بن اسماعیل۔أبوعبداللہ۔الجامع الصحیح۔کتاب الزکاۃ۔باب وجوب الزکاۃ۔۱۳۹۵

(۳۸) غازی محمود احمد، ڈاکٹر، پروفیسر، محاضرات معیشت وتجارت۔(۲۰۱۰ء)۔(ط۔اوّل)۔لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کتب۔ص ۱۶۶

(۳۹) روزنامہ ڈان نیوز، ۱۲ فروری ۲۰۱۲ء (۴۰) دنیا نیوز، ۲۶ مارچ ۲۰۱۴ء

(۴۱) طبری۔حوالہ بالا۔ج ۲۔ص ۲۴۱ (۴۲) ابن سعد۔حوالہ بالا۔ج ۳۔ص ۲۸۶

(۴۳) الترمذی۔الجامع۔أبواب الاحکام۔باب ماجاء فی ھدایا الامراء۔۱۳۳۵

(۴۴) مسلم۔الجامع الصحیح۔کتاب الایمان۔باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ والنار۔۳۶۳

(۴۵) البخاری۔الجامع الصحیح۔کتاب الاستقراض۔باب العبد راع فی مال سیدہ ولا یعمل الّا باذنہ۔۲۴۰۹

(۴۶) ابن سعد۔حوالہ بالا۔ج ۳۔ص ۱۷۴۔۱۷۵ (۴۷) ایضاً۔ص ۲۷۶